

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی
شیخ الحدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ کراچی

فن اسماء رجال

مسلمانوں کا عظیم کارنامہ

اسماء رجال یا تاریخ رواد علوم حدیث میں وہ عظیم الشان فن ہے جس کو احادیث کی خدمت اور صحیح و غیر صحیح کی پہچان کے لئے مسلمانوں ہی نے ایجاد کیا ہے اور یقیناً اس علم میں ان کا کوئی شریک و ہم عصم نہیں ہے چنانچہ غیر بھی اس کا اقرار کرتے ہیں مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب الاصابہ کے انگریزی مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ

”کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء رجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہو“

حدیث نبوی کی حفاظت کے لئے یہ مسلمانوں کا وہ کارنامہ ہے کہ دوسری قومیں اپنی مذہبی روایات کے دوت و حفاظت کے لئے آج بھی اس سے نا آشنا ہیں۔

علامہ شبلی نعمانی نے اگرچہ سیرت کے متعلق لکھا تھا لیکن ان کی یہ بات فن حدیث پر بھی پوری طرح صادق آتی ہے کہ ”اس قسم کی زبانی روایتوں کا موقع جب دوسری قوموں کو پیش آتا ہے یعنی نئے زمانے کے حالات مدت کے بعد قلمبند کئے جاتے ہیں تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کی اوری افواہیں قلمبند کر لی جاتی ہیں جن کے راویوں کا نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا ان افواہوں سے یہ واقعات انتخاب کر لئے جاتے ہیں جو قرآن و قیاسات کے مطابق ہوتے ہیں، تھوڑے زمانے کے بعد یہی خرافات ایک دلچسپ تاریخی کتاب بن جاتے ہیں یورپ کی اکثر یورپین تصنیفات اسی اصول پر لکھی گئی ہیں لیکن مسلمانوں نے اس فن سیرت (و حدیث کیونکہ فن سیرت علم حدیث ہی کا ایک حصہ ہے) کا جو معیار قائم کیا وہ اس سے بہت ہی زیادہ بلند تھا اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریک واقعہ تھا، اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک نام درمیانی راویوں کے نام بہ ترتیب بیان کیے جائیں اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جو شخص سلسلہ روایت میں آئے کون لوگ تھے؟ کیسے تھے؟ ان کے مشاغل کیا تھے؟ ان کا چال چلن کیا تھا؟ سمجھ کیسی تھی؟ ہمت تھی؟ یا غیر ثقہ سلفی الذہن تھے یا نکتہ رس؟ عالم تھے یا جاہل؟ ان

جنہی باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل تھا لیکن سینکڑوں ہزاروں محدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صرف کر دیں۔ ایک ایک شہر میں گئے اور راویوں سے ملے ان کے متعلق ہر قسم کے حالات دریافت کیے انہی تحقیقات کے ذریعے سے اسماء الرجال کا وہ عظیم الشان فن ایجاد کیا جس کی بدولت کم از کم کئی لاکھ اشخاص کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں ” یہی وہ عظیم اور نافع علم ہے جس کے ذریعے سے ذخیرہ احادیث میں صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز ہو سکتا ہے چنانچہ مشہور محدث سفیان الثوری کا قول ہے لما استعمل الرواة الكذب استعملنا لهم التاريخ کہ جب ناقلین حدیث میں سے بعض نے جھوٹ بولنا شروع کیا تو ہم نے ان کے لئے تاریخ استعمال کی یعنی ہم نے تاریخ کے ذریعہ اس کا دفاع کیا اور ان کا جھوٹ معلوم کیا۔

محدثین نے اس قسم کے عجیب و غریب واقعات لکھے ہیں چنانچہ مقدمہ صحیح مسلم میں معلى بن عرفان کے متعلق ابو نعیم کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ معلى نے ابو نعیم کے سامنے یہ روایت بیان کی حدثنا ابو وائل قال خرج علينا ابن مسعود بصفين فقال ابو نعيم اتراء بعث بعد الموت یعنی جنگ صفین میں حضرت عبداللہ بن مسعود ہمارے پاس تشریف لائے تو ابو نعیم نے کہا کہ کیا وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے تھے یعنی تاریخ سے ثابت ہے کہ ان کا انتقال ۳۲ھ میں حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ہوا تھا جبکہ واقعہ صفین ۳۶ھ کے آخر میں ہوا تھا یعنی عبداللہ بن مسعود کے انتقال کے چار سال بعد۔ اسی طرح ابو داؤد الاعمیٰ کا جھوٹ مشہور محدث قتادہ نے تاریخ کے ذریعے سے بیان کیا تھا

خطیب بغدادی نے الکفایہ فی علم الروایہ میں عفیر بن معدان الکلاعی سے نقل کیا ہے کہ قدم علينا عمر بن موسى حمصی فاجتمعنا اليه في المسجد فجعل يقول حدثنا شيخكم الصالح فلما اكثر قلت له من شيخنا هذا لصالح؟ سمعنا نعرفه قال فقال خالد بن معدان قلت له في اي سنة لقيتك قال لقيتك سنة ثمان و مائه قلت فابن لقيتك قال لقيتك في غزاة ارمينية قال فقلت له اتق الله يا شيخ ولا تكذب مات خالد بن معدان سنة اربع و مائه و انت تزعم انك لقيتك بعد موتك باربعة سنين و ازيدك - انه لم يفر ارمينية قط كان يفر و الروم عمر بن موسى ہمارے پاس حمص میں آئے ہم احادیث سننے کے لئے اس کے پاس جمع ہو گئے وہ مجلس میں بار بار کہنے لگے کہ ہمیں تمہارے صالح شیخ نے یہ حدیث سنائی آخر مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے پوچھ لیا کہ بتا بھی دو کہ ہمارے یہ صالح شیخ کون ہیں تاکہ ہم بھی اس کو جان لیں کہنے لگے کہ یہ شیخ صالح خالد بن معدان ہے میں نے پوچھا کہ تم ان سے کب اور کہاں ملے تھے کہنے لگے کہ ۱۰۸ھ میں ارمینہ میں ان سے ملا تھا میں نے کہا خدا کا خوف کر اور جھوٹ مت بولو اس لئے کہ خالد بن معدان کی موت تو ۱۰۴ھ میں واقع ہوئی جبکہ تم کہتے ہو کہ میں ان سے ۱۰۸ھ میں ملا تھا یعنی ان کے

انتقال کے چار سال بعد اور دوسری بات یہ کہ وہ کبھی جہاد میں آرمینیہ کی طرف گئے ہی نہیں وہ تو اہل روم سے جہاد کیا کرتے تھے۔

محدثین نے اس قسم کے بہت واقعات لکھے ہیں کہ تاریخ ہی کے ذریعے بہت سے جھوٹے لوگ مجالس میں رسوا ہوئے ہیں

احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے کہ کچھ لوگ تمہارے پاس ایسے آئیں گے جو مجھ سے منسوب کر کے تمہیں حدیثیں سنائیں گے لیکن وہ احادیث جھوٹی ہوں گی، چنانچہ مقدمہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ انہ سیکون فی اخر امتی اناس محدثونکم مالم تسموا انتم ولا اباہم کم فایاہم کہ آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگ تمہیں ایسی حدیثیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے اباہم و اجداد نے تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ۔

حضرت ابو ہریرہؓ ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یكون فی اخر الزمان دجالون کذابون یا تونکم من الاحادیث بما لم تسموا انتم ولا اباہم کم فایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے کہ کچھ دجال و کذاب تمہارے پاس آکر ایسی حدیثیں سنائیں گے جو تم نے نہیں سنی ہوں گی تم اپنے آپ کو ان سے محفوظ رکھو کہیں تمہیں گمراہ کر کے فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں۔

اور عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت میں ہے کہ ان فی البحر شیاطین مسجونہ فثقھا سلیمان یوشک ان تخرج ففقرا علی الناس قرانا حضرت سلیمان نے کچھ شیاطین کو دریا میں قید کر دیا تھا عنقریب وہ نکلیں گے اور لوگوں کو کچھ پڑھ کر سنائیں گے اور یہ روایت تو متواتر سندوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ من کذب علی متعمدا فلینبواہ مقعده من النار جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو وہ خود اپنا ٹھکانہ آگ میں مقرر کر دے۔

ان روایات پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع مل چکی تھی کہ کچھ لوگ آپ کے اوپر جھوٹ بولیں گے، آپ نے پہلے اپنی امت کو اس کی اطلاع بھی دی اور اس کے متعلق وعید بھی بیان فرمائی جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جیسے کہ ایک عام آدمی یہ برواشت نہیں کرتا کہ اس پر جھوٹ بولا جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور آپ کا ہر قول و عمل دوسرے لوگوں کے اقوال و اعمال کے لئے کوئی اور قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ اور یہ شان ہے کہ لما یطلق عن العوی ان ہوالا و حی یوحی

یعنی ہر بات کو وحی جلی یا خفی کا درجہ حاصل ہو آپ کیسے یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ آپ پہ جھوٹ بولا جائے۔ اس لئے بحیثیت ایک امتی اور دین کی حفاظت کرنے والے کے ہم پر لازم ہے کہ جو احادیث آپ کی طرف منسوب کی جائیں ہم اس کی تفتیش کریں کہ کہیں کوئی ایسی بات آپ کی طرف منسوب نہ ہو اور کہیں ایسی بات پر ہم شریعت و احکام کی بنیاد نہ رکھ دیں جو حقیقتاً آپ نے ارشاد نہ فرمائی ہو اور غلط طور پر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہو اور ظاہر ہے کہ اس شخص و تلاش کے لئے علم اسماء الرجال کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں یہی وہ ذریعہ ہے کہ جس کو استعمال کرتے ہوئے ہم سچ اور جھوٹ میں امتیاز کر سکیں۔ چنانچہ علامہ سخاوی نے فتح المغیث میں لکھا ہے کہ

وهو فن عظیم الوقع من الدین قديم النفع للمسلمين لا يستغنى عنه ولا یفتنى باعمم منه خصوصاً ما هو لقصد الاعظم منه وهو البحث عن الرواة والفحص عن احوالهم فی ابتنائهم و حالهم و استقبالهم لان الاحکام الاعتقادية و المسائل الفقهية مأخوذة من كلام الهادی من الضلالة و المبصر من العمى و الجهالة و النقل لذلك هم الوسائط بیننا و بینہ والر وابط فی تحقیق ما اوجبه و سنه فكان التعریف بهم من الواجبات و التشريف بتراجمهم من المهمات و لذا قام به فی القديم و الحديث اهل الحديث بل نجوم الهدى و رجوم العلى و وضعوا التاريخ المشتمل على ما ذكرناه مع ضمهم له الضبط الوقت كل من السماع و قد قدم المححدث البلد الفلانی فی رحله الطالب عما الشبه

یہ فن دین میں بہت اونچا مقام رکھتا ہے اور مسلمانوں کے لئے اس میں عظیم فوائد ہیں اس فن سے کوئی مستغنی نہیں ہو سکتا ہے اور نہ اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا عام فن اختیار کر سکتا ہے خاص کر اس فن تاریخ کا جو مقصد اعظم ہے وہ رواد حدیث کے متعلق بحث و تفتیش اور ان کے ابتدائی اور حال و مستقبل کے حالات سے واقفیت ہے کیونکہ تمام مسائل اعتقادیہ اور فقہیہ اس ذات بابرکات کے کلام سے ماخوذ ہیں جو ہادی اور جمالت کے اندھیروں سے ہدایت و شریعت کی روشنی کی طرف لانے والے تھے اور ظاہر ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان رابطہ ان ہی رواد کے ذریعے ہے اور آپ کے واجبات و سنن کی تحقیق و علم ہم ان ہی کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں اس لئے ان کے احوال و واقعات معلوم کرنا واجبات دین میں سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین نے اس طرف توجہ فرمائی اور ان راویان حدیث کے متعلق وہ تاریخیں لکھیں جو ان کے احوال اور تاریخ پیدائش و تاریخ وفات اور ان کے ضبط اور سن سماع اور حالات علمیہ جیسے اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔

حافظ ابن صلاح اپنی کتاب علوم الحدیث میں لکھتے ہیں کہ

معرفة الثقات و الضعفاء من رواد الحديث هذا من اجل نوع و افخه فانه المرقاة الى معرفة صحاح الحديث و سقمه فلا هل المعرفة بالحديث فيه تصانيف كثيرة : راویان حدیث میں سے ثقہ اور ضعیف کو

پہچاننا علوم حدیث کے بڑے انواع میں سے ہے اس لئے کہ اسی کے ذریعے سے حدیث کے صحت و ضعف کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اس فن میں محدثین کی بہت سی تصانیف ہیں۔

خطیب بغدادی نے الکفایہ میں لکھا ہے کہ و مما يستدل به على كذب المحدث في رواية عن لم يرد كنه معرفه تاريخ موت المرفى عند و مولد الروای

کہ بعض دفعہ راوی کا کذب تاریخ کی معرفت سے معلوم کیا جاتا ہے کہ مروی عنہ (یعنی جس سے وہ نقل کرتا ہے) کی تاریخ وفات اور راوی (نقل کرنے والا) کی تاریخ پیدائش معلوم ہو تو اس سے یہ فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے جیسے ما قبل میں اس قسم کے واقعات گزر چکے ہیں۔

حضرت حفص بن غیاث کا قول ہے کہ اذا اهتمم الشيخ فحاسبوه بالسنين يعنى احسبوا مسند و سن من كتب عنہ یعنی اگر کسی محدث و راوی کے متعلق تمہیں جھوٹ بولنے کا شبہ ہو تو سن و تاریخ کے ذریعے اس کا محاسبہ کرو خود ظاہر ہو جائے گا، یعنی ناقل کی سن پیدائش اور منقول عنہ کی سن وفات سے اندازہ کرلو تو خود بخود اس کے جھوٹ و سچ کا اندازہ ہو جائے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے شرح نخبہ الفکر میں لکھا ہے کہ فمن المهم ايضا معرفه لمواليدهم و وفياهم لان بمعرفة فتهمنا يحصل الامن من دعوى المدعى للقاء بعضهم و هو في نفس الامر مرس كذا لك کہ علوم حدیث کے اہم اقسام میں سے روات کی تاریخ پیدائش و وفات وغیرہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے ان لوگوں کے دعویٰ سے ہم محفوظ ہو سکتے ہیں جو ایسے لوگوں کے ملاقات کا دعویٰ کرتے ہیں جن سے ان کی ملاقات ثابت نہیں۔

ڈاکٹر عجاج الخطیب اپنی کتاب اصول الحدیث میں لکھتے ہیں کہ :

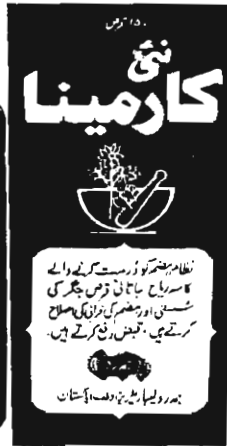
علم رجال الحديث ذالك لان علم الحديث يتناول دراسة السند والتمن و رجال السند هم رواة الحديث فهم موضوع علم الرجال الذي يكون احد جانبي الحديث فلاغرو حنيذ من ان يهتم علماء المسلمين بهذا لعلم اهتماما كبيرا رجال حدیث کا علم علوم حدیث کے اہم علوم میں سے ہے اس لئے کہ علم حدیث میں متن و سند سے بحث ہوتی ہے اور سند میں مذکور لوگ ہی رجال حدیث کہلاتے ہیں اسی لئے مسلمان علماء نے اس علم کا بہت اہتمام کیا ہے۔ محققین و متأخرین کی ان عبارتوں سے علم اسماء رجال کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ بقول علامہ سخاوی یہ ان علوم میں سے ہے کہ جن کا جاننا علم حدیث و فقہ سے تعلق رکھنے والوں کے لئے واجب ہیں اسی بنا پر اس علم کی معرفت و حصول بہت ضروری ہے





روزانہ ایک سیب کھائیے کبھی معالج کے پاس نہ جائیے!

داناؤں کا یہ مشورہ درست بشرطیکہ آپ کا معدہ بھی درست ہو اور سیب کو جزو بدن بنا سکے



باضم خراب ہو تو اچھی سے اچھی غذا بھی نظام ہضم پر بار بن جاتی ہے اور آپ قدرت کی عطا کردہ بہت سی نعمتوں سے صحیح طور پر لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔ اپنی صحت اور زندگی کی خاطر کھانے پینے میں احتیاط سے کام لیجیے۔ سادہ اور زود ہضم غذا کھائیے۔ پرخوری سے بچجیے۔ مچھ مسالے دار پکوانوں سے پرہیز کیجیے کیونکہ یہ معدے اور آنتوں کے افعال پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔

اگر کسی وقت کھانے پینے میں بے احتیاطی ہو جائے تو نظام ہضم کی شکایات مثلاً بد ہضمی، قبض، جیسے جیسے کی جان درد شکم اور کھانے سے بے رغبتی سے محفوظ رہنے کے لیے نئی کارمینا لیجیے۔ نئی کارمینا معدہ اور آنتوں کے افعال کو منظم و درست رکھتی ہے۔

نظام ہضم کی اصلاح کے لیے پڑا تاثیر باضم جیہاں

فوش ڈائنٹہ
نیو کارمینا
ہیش عمر میں رکھیے

